Bodleian Libraries
UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.

16. C. 30
16 C 30

وہی چیز ہی جس سے جو تازہ اور زور آور ہو پس بہر صورت اس دلیل سے ثابت ہوا کہ عقل کی طاقت علم ہی انسان کو علم حاصل کرنا چاہیے۔

گنہگار

گنہگار مثل اُس آدمی کے ہی جو اپنی کاہلی اور بیوقوفی سے کسی ندی مین بہتا چلا جاتا ہی اور کنارے لگنے کے لیے ذرہ بھی ہاتھ نہین ہلاتا یہان تک کہ وہ اُس ندی کے مُہانے پر پہونچکر سمندر کی بڑی بڑی اونچی لہرون کو دیکھنے لگتا ہی تب تو گھبراکر ہاتھ پیر ٹپکتا ہی اور کنارے کی طرف جانا چاہتا ہی مگر اُسوقت پانی کا توڑ اُسکو نہین چھوڑتا اور سمندر مین جا ہی پڑتا ہی کیونکہ گنہگار عمر تو اپنی ساری کاہلی اور بیوقوفی سے بُرے کامون مین کھوتا ہی اور جب موت کے دن نزدیک پہونچتے ہین تو پھر گھبراتا اور پچھتاتا ہی۔

INDIAN INSTITUTE

بانٹ کر دو آدمی تو سو رہے اور وہ حجام جاگتا رہا اُسنے اپنے پہرے پر سمجھکر کہ کام سے خالی نہین رہنا چاہیے بیٹھے بیٹھے اس بیوقوف کا سر جو غافل سو رہا تھا مونڈ ڈالا بعد اسکے حجام نے اُس بیوقوف کو پہرے کے لیے جگایا اور آپ سونا چاہا لیکن اس عرصے مین جو اُس بیوقوف کا ہاتھ کہین اپنے سر پر پڑا تو وہ حجام سے بڑی حجت کرنے لگا اور کہنے لگا کہ تو نے میرے بدلے گنجے کو کسواسطے جگایا پہرا تو میرا چاہیے تھا۔

خوشی

ایک آدمی ہمیشہ یہ کہا کرتا تھا کہ جس چیز سے جانورون کو خوشی حاصل ہوتی ہی اُسی چیز سے انسان کو بھی خوش رہنا لازم ہی جیسے کہ جانور کھانے سونے اور مباشرت سے خوش ہین اسیطرح انسان کی خوشی کے لیے بھی وہ کافی ہین اُس آدمی کی یہ بات سنکر ایک روز کسی استاد نے کیا کام کیا کہ ایک سور کو کیچڑ مین سے نکالکر مخملی مسند پر بٹھیا دیا اور اُس آدمی کو کیچڑ مین ڈال دیا اور کہا کہ اگر تمھارے نزدیک جانور اور آدمی کی خوشی یکسان ہی تو بس تمکو کیچڑ مین اور اس سور کو مسند پر خوش رہنا چاہیے تب تو اُس بیوقوف کو خوشی کی قدر معلوم ہو گئی یہانتک کہ وہ اُس اُستاد سے پوچھنے لگا کہ اب مہربانی کرکے آپ یہ تبلایے کہ جانور اور آدمی کی خوشی کا فرق کیا ہی تب اُس بزرگوار نے جواب دیا کہ سنو بھائی خوشی مانند غذا کے ہی اور حواس خمسہ مین سے ہر ایک جنکی غذا یعنی خوشی جدا جدا ہی پس اور سب خوشی تو انسان اور حیوان مین برابر ہین لیکن جو عقل اور سمجھ خدا نے انسان کو عطا فرمائی وہ وقوف اور ہوش جانور کو نہین دیا اسلیے انسان کو اپنی خوشی حاصل کرنے کے لیے عقل و شعور کی غذا یعنی خوشی حاصل کرنا چاہیے اور اُسکی خوشی پڑھنے لکھنے اور ہر طرح کے علم سیکھنے سے اور علم کا چرچا کرنے سے حاصل ہوتی ہی کیونکہ غذا ہر ایک کی

اُس سے بڑا کیو ہیں یہ سنکر اُسکے بڈھے باپ نے جواب دیا کہ اے بٹیا یہ کام بیشک انسان کا ہی کہ دشمن سے دل مین کینہ رکھے اور قابو پاکر اپنا عوض لیوے مگر یہ بھی جاننا چاہیے کہ یہ کام فرشتون کا ہی کہ قابو کے وقت قصور معاف کردے اور کینہ دل سے نکال ڈالے اور بھلائی کرے غرض اُس آدمی کے دلپر اس کلام نے ایسا اثر کیا کہ اُسنے اپنے دشمن کا گناہ بخش دیا اور عوض مطلق نہین لیا بس حقیقت یہ ہی کہ جو شخص اپنے دل مین کینہ رکھتا ہی وہ گویا اپنے زخم کو ہمیشہ ترو تازہ رہنے دیتا ہی۔

بیوقوفون کی نقلین

ایک بیوقوف تیرنا سیکھنے کے واسطے دریا مین اُترا اور پہلے ہی غوطے مین اُسنے قسم کھائی کہ اب ہم جب تک تیرنا بخوبی نہ سیکھ لیوینگے تب تک پانی نہ چھوئینگے۔

ایک بیوقوف اپنا گھر بیچنے کے واسطے مکان کی دیوار کا ایک پتھر نکال کر لوگون کو نمونہ دکھلاتا پھرتا تھا۔

ایک احمق اس بات کے دریافت کرنے کے لیے کہ نیند مین میرا چہرہ کیسا معلوم پڑتا ہی ایک آئینہ منھ کے سامنے رکھکر سو رہا۔

ایک احمق نے اپنے دوست کو دیکھکر کہا مینے سنا تھا کہ یار تم مرگیے اُسکے دوست نے جواب دیا کہ دیکھ لو مین تو ابھی جیتا ہون اسپر وہ بیوقوف بولا کہ یہ بات ٹھیک ہی لیکن جس شخص سے مین نے خبر پائی ہی اُسکی بات بہ نسبت تمھاری بات کے زیادہ قابل اعتبار کے ہی

ایک بیوقوف نے سُنا کہ کوا دو سو برس جیتا ہی اس بات کی آزمایش کے واسطے اُسنے ایک کوا پکڑ کر پنجرے مین بند کرکے رکھ چھوڑا۔

نقل ہی کہ ایک احمق دوسرا گنجا تیسرا حجام تینون ملکر سفر کو نکلے رات کے وقت پہرا

گل سڑ کر خاک مین مل جاویگا اور تب اگر چیل کوّے اور گدھ کتے تیرے اس ناپاک بدن کی بوٹی بوٹی نوچ کھاوین تو کچھ تعجب نہین اور کھوپڑی سب کی ٹھوکرون تلے آویگی دیکھ دارا وسکندر اور کیکاؤس وغیرہ بڑے بڑے آدمی کو تو اس جہان نے باقی نہین چھوڑا پھر تو کس گنتی مین ہو کہ اتنا گھمنڈ اور زور پر چڑھا ہی۔

پتھر کا چھاپا

جاننا چاہیے کہ پتھر کے چھاپہ خانے کا ایجاد پہلے ہی پہل سنہ ۱۷۹۵ء اور سنہ ۱۷۹۸ء کے درمیان بویریا کی ولایت کے اندر میونخ شہر مین ہوا تھا ایک فرنگی جسکا نام ایلوس سنبفلڈر تھا اُسکو اپنی تصنیف کی ہوئی کتابین پھیلانے کے واسطے سیسے کے حرف مین چھپوانے کا مقدور نہین تھا کیونکہ اُسمین روپیہ بہت خرچ ہوتا ہی اسلیے اُسنے سوچتے سوچتے پتھر پر کتاب چھاپنے کی ترکیب نکالی اور سہج مین اپنا مطلب حاصل کرلیا میونخ سے اس علم نے الیمان کے ملک مین جسکو انگریز لوگ جرمن کی ولایت کہتے ہین رواج پایا اور پھر وہان سے بڑھتا بڑھتا فرانسیس اور انگلستان مین آیا اور پھر ابتو سارے جہان مین جاری ہوگیا غرض یہی پتھر کا چھاپا جو آج کل اسقدر کام دیتا ہی سنہ ۱۷۹۵ء کے پیشتر کسی نے اُسکو خواب مین بھی نہین دیکھا تھا۔

کینہ کشی

نقل ہو کہ ایک دفعہ کسی شخص نے ایک آدمی کو تنگ کیا اور ستایا اتفاقاً ایک زمانے مین اُس آدمی کو بھی اختیار ہوا تو اُسنے اپنے دشمن سے اپنا کینہ لینا چاہا چنانچہ ایک روز وہ آدمی اس کام کے لیے اپنے باپ سے صلاح پوچھنے لگا کہ یہ کام انسان کا ہی یا نہین کہ جو کوئی جیسی برائی ہمارے ساتھ کرے ہم بھی اپنا قابو پاکر

اور بدون کی صحبت سے پرہیز کرین امید ہی کہ خدا کے فضل سے بھلے چنگے ہو جاوینگے —

نسخہ

کسی روز ایک شخص جسکا نام مرزا اکڑ بیگ تھا بازار مین چلا جاتا تھا پگڑی کی پیچ اتنی ترچھی بیچ ہوے تھا کہ ایک آنکھ اُسکی چھپ گئی تھی اینٹھا اُسکے بدن مین ایسی کہ اُڑ کا آٹا بھی کیا اینٹھے گا بدن پر ہتھیار اتنے لدے ہوے کہ تول مین اُسکے بدن سے بھی زیادہ بھاری ہونگے ایک انیدار کفش پر سوار افلاطون کا سالا بنا ہوا فرعون بے سامان کی صورت سے کبھی ڈنڑ موںڈھے اور کبھی آسمان کی طرف دیکھتا ہوا بچون کے بل گن گنکر قدم رکھتا چلا جاتا تھا اور گھمنڈ کے نشے مین آنکھین بند کیے ہوے یان چبا تا چلا جاتا تھا پانون کہین رکھتا تھا پڑتا کہین تھا اتنے مین ایک غریب بوڑھا پانون سے لنگڑا لاٹھی ٹیکتا ہوا سامنے سے چلا آتا تھا اتفاقاً کہین اُس اکڑ بیگ کا دھکا غریب کے لگ گیا اُس اکڑ بیگ نے رحم تو نہ کھایا بلکہ اُلٹا خود تیوری چڑھا کے اُس بڈھے کو گھرک کر بولا کہ ابے تو نہین جانتا کہ مین کون ہون یہ سنکر اُس بیچارے نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای حضرت مین آپ سے خوب واقف ہون یہانتک کہ مین تو یہ بھی جانتا ہون کہ آپ کیا تھے اور کیا ہو جاوینگے تب تو مرزا صاحب اس بات کو سنکر گھبرائے اور نہایت تعجب کر کے بولے کہ بھلا بتا تو سہی کہ تو میرا حال کیا جانتا ہی تب وہ بڈھا بولا کہ سن مین تیرا حال بیان کرتا ہون تو پہلے ایک بوند موت کی تھا کہ جسکے نکل پڑنے سے احتیاج نہانے کی ہو جاتی ہی پھر تو اپنی مان کے پیٹ مین اُس لہو سے پلا کہ جو تمام جگہون کے لہو سے زیادہ ناپاک ہی اور اب تو ہڈی گوشت لہو چربی اور تھوک بلغم پت اور اسیطرح کی سیکڑون غلیظ چیزون کا پتلا بنا ہوا ہی اور پھر تھوڑے دن مین

نزدیک ہو واجب ہی کہ بدن کے کپڑون کو اچھی طرح کسکر باندھے او زمین پر لوٹنے لگے
او خوب بدن کو گھستا رہے ۔

نکتہ

مان باپ کو چاہیے کہ اپنے لڑکے بالون کی طبیعت چھوٹی ہی عمر سے اچھے کام
کی طرف رجوع کرین نقل ہی کہ قسطنطن بادشاہ روم کا ہر ایک پروانہ پر جو کسی کا قصور
معاف کرنے کے واسطے جاری کیا جاتا تھا اپنے لڑکے سے دستخط کروانا تھا اور جب
کبھی کسیکو کچھ بخشش اور انعام دینا منظور ہوتا تو اُسی لڑکے کی زبان سے وہ حکم دلواتا ۔

غرور کی دوا

غرور انسان کے لیے سب عیبون سے بدتر ہی اسمین فائدہ کسی صورت سے حاصل
نہین ہوتا اور نقصان سراسر ہی اس حرکت سے اپنے تئین تو ذرہ بھی خوشی حاصل
نہین ہوتی اور دوسرون کو نہایت رنج ہوتا ہی اس فعل سے غیر آدمی تو کبھی دوست
نہین ہوتا بلکہ دوست خود نفرت کرنے لگتا ہی غرور وہ شی ہی کہ جو بہ نسبت اورون کے
خود اُس شخص کو جو اُسے اپنی چھاتی مین جگہ دیتا ہی زیادہ دکھ درد پہونچاتا ہی حقیقت مین
یہ وہ عیب ہی کہ جس سے تمام ہنر چھپ جاتے ہین پس ایسے مرض کا علاج کرنا ضرور چاہیے
سبکو معلوم ہو کہ جس طرح تپ زکام کھانسی پھوڑا پھنسی وغیرہ بدن کی بیماریان ہوا کرتی ہین
اسیطرح غرور غصہ اور طمع وغیرہ دل کے مرض ہین اور جسطور سے بدن کی بیماریون کے لیے
بہت سی دوا کھانے پینے کی مقرر ہی اسیطرح دل کے مرضون کے واسطے بہت سے نسخے
سوچنے اور غور کرنے کے موجود ہین چنانچہ ہم یہان ایک نسخہ مغرور آدمی کے واسطے
لکھتے ہین جن لوگون کے دلکو یہ مرض ہو وہ تین روز تک اسکو اچھی طرح سے غور کرین

بادشاہ نے کہا میرا دادا رہتا تھا فقیر نے کہا تیرے دادا کے پیشتر کون رہتا تھا بادشاہ بولا میرا پردادا رہتا تھا اسی طرح جب بادشاہ اپنی سات آٹھ پشت کا نام لے گیا تو فقیر نے کہا کہ اے بابا جس گھر مین اتنے آدمی رہ رہ کر چلے گئے وہ سرا نہین ہے تو اور کیا ہے تو بھی اسیطرح ایک روز چلا جاویگا پھر کسواسطے اس مکان کو اپنا بتاتا ہے بادشاہ کے دل پر اس کلام کا بڑا اثر ہوا اور کچھ دیکر فقیر کو رخصت کیا۔

آگ کا بچاؤ

لوگ جو کہتے ہین کہ فلانی جگہہ آگ لگ گئی حقیقت مین اگر انسان غور کرے تو اپنی ہی غفلت سے گھر مین آگ لگتی ہے دیکھو جس طرح بیماری کے وقت دوا کرنے کے بہ نسبت بیماری کے پیشتر پرہیز کرنا خوب ہے اسی طور سے اس بات مین ہماری صلاح یہ ہے کہ سوتے وقت کبھی گھر مین چراغ کو جلتا چھوڑ دینا نہین چاہیے اگر مکان مین روشنی رکھنا منظور رہے تو بتی کو ایسی جگہہ رکھین کہ جہان کپڑا لکڑی یا کوئی چیز جلنے والی اسکے نزدیک نہ رہے جس گھر مین آتشدان ہو اُسکو بغیر صاف کیے تین مہینے سے زیادہ نہین رکھنا چاہیے کیونکہ اکثر ایسا اتفاق ہوجاتا ہے کہ آتشدان مین دھوان جمکر اُسمین آگ لگنے سے بڑے بڑے مکان جل جاتے ہین آتشدان کی آگ بجھانے کے واسطے اُسکے اندر بھیگا ہوا کمل یا قالین لٹکا دینا چاہیے اور کچھ پیسا ہوا نمک بھی اُسکے اندر دینا لازم ہے۔

اگر کسی کے کپڑے مین آگ لگجاوے تو چاہیے کہ اُسوقت بدحواس ہو کر چارون طرف دوڑنے نہ لگے کیونکہ دوڑنے مین ہوا لگنے سے آگ زیادہ بھڑک جاویگی بلکہ مناسب ہے کہ اُسوقت کمل یا قالین یا دری یا نمدا جو موجود ہو جھٹ پٹ بدن مین خوب کس کر لپیٹ لیوے اور جس حالت مین کہ کوئی چیز موجود نہو اور نہ کوئی مدد کرنے والا

ہمنے اپنی والدہ سے قول کرلیا ہی کہ ہم کبھی جھوٹ نہین بولینگے پھر ہم کس طرح جھوٹ بولتے تب تو یہ بات سُنکر سردار بولا کہ اے لڑکے تو اس چھوٹی سی عمر مین اپنی والدہ کو اتنا مانتا ہی مین اتنی بڑی ڈاڑھی سفید ہونے پر بھی اپنے حق تعالےٰ کا شکر جو میرا اصلی باپ ہی ادا نہین کرسکتا ہون اتنا کہنے کے بعد وہ سردار بولا کہ ای لڑکے اب مین نے بھی اپنے اعمال سے توبہ کی چنانچہ آسنے ویسا ہی کیا پھر تو اس سردار کے ساتھیون کے دل مین بھی اس ماجرے کے دیکھنے سے ایسا اثر ہوا کہ اُسیوقت سب نے اُسکے ہاتھ پر توبہ کی اور لوٹ کا سارا مال و اسباب قافلے والون کو پھیر دیا۔

دنیا سرا ہی

کہنے کو تو سب لوگ اس دنیا کو سرا کہتے ہین لیکن دلمین کوئی شاذونادر آدمی اِس جہان کو سرا سمجھتا ہوگا یقین ہی کہ یہ ایک نقل جو بیان کیجاتی ہی اُسکے پڑھنے سے سب کو اس دنیا کے سرا ہونے پر کچھ شبہہ نہین باقی رہیگا چنانچہ وہ نقل یہ ہی کہ اتفاقاً کسی بادشاہ کے باغ کے اندر ایک مسافر ناواقف فقیر چلا آیا اور اپنی جھولی اور تونبا مسند کے اوپر رکھکر بادشاہی چھپرکھٹ پر مزے سے سو رہا جب بادشاہ وہان آیا تو فقیر کو دیکھکر نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ ای احمق تو یہان کس طرح آنے پایا اُس فقیر نے یہ سُنکر جواب دیا کہ بابا اتنا کیون گرم ہوتا ہی مین تو اس مکان کو سرا سمجھکر ایک کونے مین بستر لگاکے بیٹھا ہوا ہون بادشاہ یہ بات سُنکر اور زیادہ غضب مین آیا اور بولا کہ اے سرا کیسے کہتا ہی نہین جانتا کہ یہ میرے رہنے کا محل ہی تب فقیر بولا کہ سُن بابا جب تو پیدا نہین ہوا تھا تب یہان کون رہتا تھا بادشاہ نے کہا میرا باپ رہتا تھا فقیر نے پوچھا تیرے باپ کے پہلے یہان کون شخص رہتا تھا

اور چاندی سونا لیکر وہان سے روانہ ہوا صبح کے وقت جب مکان کے مالک نے اُٹھکر دیکھا تو دولت کے بدلے ایک پھوٹی کوڑی بھی نہین پائی الغرض مراد ہماری ان مثالون کے لکھنے سے یہ ہی کہ ایسے لوگ باتون کے سننے سے کبھی دغا نہ کھاوین اور کسی کے فریب مین نہ آوین

سچ بولنا

شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے لڑکپن کی ایک نقل سے کس خوبی اور آسانی کے ساتھ ہم لوگون کے دل کو سچ بولنے کا شوق دلاتے ہین کہ جب حضرت نے اپنی والدہ سے بغداد جانے کے واسطے رخصت چاہی تو اُنھون نے گریہ وزاری کی اور اسّی دینار کی ایک تھیلی نکال دی اور کہا کہ ای بیٹا تیرا ایک بھائی اور بھی ہی اسلیئے تو اُسکا آدھا چالیس دینار لیجا لیکن خبردار کبھی کسی سے جھوٹھ مت بولنا بعد اسکے رخصت دی اور کہا کہ لو خدا حافظ اب ہمارا تمھارا ملنا قیامت مین ہوگا غرض وہان سے کوچ کرکے وہ خیر وعافیت سے ہمدان تک پہونچے اتفاقاً وہان اُنکا قافلہ لیٹیرون کے ہاتھ سے لوٹا گیا اُسوقت ایک ڈاکو نے حضرت سے پوچھا کہ تیرے پاس کیا ہی آپ نے جواب دیا کہ چالیس دینار ہین ڈاکو نے خیال کیا کہ یہ لڑکا ہنسی کرتا ہی پھر دوسرے ڈاکو نے اُنسے وہی بات پوچھی اُسنے بھی ویسا ہی جواب پایا خیر جب قافلہ لوٹ کر وہ ڈاکو لوگ آپس مین مال اسباب کا حصہ کرنے لگے تو اس لڑکے کو سردار کے پاس لیگئے چنانچہ سردار نے بھی پوچھا کہ تمھارے پاس کیا ہی حضرت نے جواب دیا کہ مین تو تمھارے دو آدمیون سے کہہ چکا ہون کہ میرے کپڑے مین چالیس دینار سیے ہوے ہین سردار نے کپڑے کو اُدھیڑ کر دیکھا تو چالیسون دینار نکل آئے تب تو سردار نہایت حیرت مین آیا اور پوچھا کہ جس چیز کو تمنے اس حفاظت سے چھپایا تھا اُسکو اس طور سے کیون ظاہر کردیا تب حضرت شیخ نے کہا کہ

ہم کنگال پہ کرم کرو شاہ جی نے پہلے تو بہت سا نخرا کیا لیکن آخر کو اس طور سے بولے
کہ اچھا بابا اب ہم کیمیا گری تیرا بیڑا پار کر دیتے ہین لیکن بابا بغیر ضامن تو دہی بھی نہین جمتا
جسقدر تیرے گھر مین سونا ہو جمع کر رکھ ہم رات کو تیرے گھر مین آوینگے بقال اسکی باتون پہ
ایسا پھسلا کہ گھر جاتے ہی اپنی بی بی کا سارا زیور اوتار رکھا شام کے وقت شاہ جی بھی
اپنے وعدے بموجب آن پہونچے اور ایک کوٹھری کے اندر چار پانچ من کنڈے سلگا کر
اُسمین اُسی بنیے کے ہاتھ سے ایک گھریا کے درمیان پہلے تو سیر بھر تانبا رکھوایا اور پھر
جسقدر گہنا اُس بنیے نے اپنی بی بی کا اتار رکھا تھا وہ سب کا سب اُسکے اندر ڈلوا دیا
اور ایک پڑیا راکھ کی جھولی مین سے نکالکر اُس گھریا مین چھوڑ دی ایک گھنٹے کے بعد
جب دھوان اُن کنڈون کا اُس کوٹھری مین اچھی طرح سے گھٹ گیا اور بنیا اُنگھین
لینے لگا تب شاہ جی نے آگ مین سے وہ سونے کی پوٹلی نکالکر اپنی جھولی مین رکھ لی
اور وہین بیٹھکر رات کاٹی صبح جب ہوئی تو حضرت بولے کہ بابا مال تو تیار ہو گیا ہی لیکن ابھی
ٹھنڈا نہین ہوا اسوقت چھیڑنے سے کچا رہجایگا جب تک یہ کنڈے ٹھنڈے ہون
تب تک ہم دریا سے نہا آوین یہ کہکر شاہ جی تو سونا لیکے وہان سے چمپت ہوے
اور بنیے نے جب دیکھا کہ بڑا عرصہ گذرا شاہ صاحب نہین آئے تو وہ آپ ہی اُس
راکھ کے ڈھیر مین سونے کا تھکا تلاش کرنے لگا چنانچہ تانبا اُسمین ملا لیکن سونا کہان
ملتا تھا تب تو بیچارا بنیا رونے پیٹنے لگا اور پھر آخر کو صبر کرکے بیٹھ رہا —

اسی طرح کا ایک ماجرا مالوے کے اخبار مین دیکھا گیا ہی کہ ایک گسائین نے ایک دولتمند کی
تمام چاندی جمع کروائی اور پوجا پاٹ مین مشغول ہو کر منتر پڑھ پڑھکر گھنٹا بجانے لگا
جسوقت آدھی رات آئی اور گھر والے سب سو گئے تب گسائین تمام مال اسباب

اور مکر و فریب کا جال ہر جگہہ ڈالتے پھرتے ہین جب کبھی کوئی اُنکے فقرے مین آجاتا ہی
جھٹ پٹ اُسکے کپڑے اُتار کر خاک مین ملا دیتے ہین یہ ہندوستانی ناسمجھ اتنا بھی
نہین جانتے کہ جو شخص کیمیا بنانا جانتا تو وہ اُسکے لیے چاندی اور سونا کیون مانگتا
افسوس ہی کہ اس ہندوستان کے آدمی تین حصے سے زیادہ کیمیا گرون کے ہاتھ سے
کشتہ ہوتے ہین جسپر بھی یہ بیوقوف نہین جانتے اس بلا سے دور بھاگنا ہمارے حق مین
اکسیر ہی پس ایسی چیز کی تلاش مین جو کوئی اپنا مال پھونکے وہ کاٹھ کا اُلو آخر کو دو کوڑی کا
بنجاویگا اور سارے زمانے مین بیوقوف کہلاویگا جاننا چاہیے کہ بعضے کیمیا گر تو
مصالحون کے زور سے دھاتون کا رنگ بدلکر اپنا کام نکال لیتے ہین اور بعضے اسطرح کا
ہتھہ پھیر کرتے ہین کہ پارے اور تانبے کی جگہہ پوشیدہ چاندی اور سونا رکھکر جھٹ پٹ
اپنے گاہک کو چاندی سونا دکھا دیتے ہین لیکن بعضے تو ایسے طرار اور چالاک ہوتے ہین
کہ وہ خالی ہی باتون سے انسان کو داؤن پر چڑھا لیتے ہین چنانچہ اب ہم ان بیکار
کیمیا گرون کا کچھ احوال یہانکے لوگون کو ہوشیار کرنے کے واسطے اس مقام پر سُنا دیتے ہین
کسی روز ایک فقیر لنگارا لنگوٹ بند ایک بقال کی دکان پر آن بیٹھا بقال نے بھی اُسکے آگے
ایک سلفے کی چلم چڑھا کر رکھدی لیکن اُس فقیر نے نہایت چالاکی اور پھرتی کرکے جھٹ پٹ
تمباکو کی جگہہ ایک سونے کی ڈلی رکھدی اور چلم اُسکی دکان پر اُلٹ کر چلا گیا کچھ دیر کے بعد
بقال نے جب اُس چلم کو اُٹھایا تو دیکھا کہ اُسکے نیچے کندن دمک رہا ہی بقال اُسکو دیکھتے ہی
بے اختیار ہوگیا اور بولا کہ ہاے یہ تو بڑی سونے کی چڑیا ہاتھ سے اُڑ گئی لیکن چار پانچ روز کے
بعد وہی فقیر پھر اُسکی دکان کے سامنے سے نکلا تب تو یہ بقال اُسکی صورت دیکھتے ہی اپنے
دل مین نہال ہوگیا اور دوہی سے دوڑ کر اُسکا قدم لیا اور گڑگڑانے لگا کہ شاہ صاحب کچھ

کہ ایک شیر شکار مار کر منہ مین لیے ہوے سامنے سے آیا اور اُس لومڑی کے منہ مین ڈالکر چلا گیا لومڑی نے اُسکو خوب پیٹ بھر کے کھایا بادشاہ کے دل مین اس حال نے ایسا اثر کیا کہ وہ دنیا کی طرف سے بالکل اوداس ہوکر اُسی وقت گھوڑے کو چھوڑ ایک درخت کے تلے جا بیٹھا اور اپنے رزق کی فکر مطلق نہین کی یہان تک کہ سات دن گذر گئے تب آٹھوین فاقے مین ایک غیب کی آواز اُسکو یہ سُنائی دی کہ ای بادشاہ تیرے تو ابھی ہاتھ پانون سب درست ہین تو شیر رہ لومڑی کیون بنا جاتا ہے۔

تحمل

کہتے ہین کہ ڈاکٹر اینڈاک بارو صاحب ایک روز کسی دوست کے گھر مین کھانا کھانے گئے تھے آدھی رات کو وہان سے پھر کر جب اپنے گھر آنے لگے اور مکان کے اندر چلے تو اُنکے کُتے نے جو گھر کی حفاظت کے واسطے رات کے وقت زنجیر سے کھولا جایا کرتا تھا اجنبی آدمی کے دھوکے مین چلکر دانتون سے پانون پکڑ لیا تب اگرچہ ڈاکٹر صاحب نے بھی اُسکا گلا اسطرح ٹیپا کہ چاہتے تو اُسیدم مار ڈالتے لیکن پھر دلمین سوچے کہ اس کُتے نے تو حق اپنے نمک کا ادا کیا قصور اسمین ہمارا ہی ہے کہ اتنی رات گئے بغیر روشنی کے کاہیکو گھر مین جانے کا ارادہ کیا پس ڈاکٹر صاحب تحمل کو کام مین لائے اور اپنے نوکرون کو پکارتے رہے یہان تک کہ نوکر دوڑے اور صاحب کا پانون کتے سے چھڑایا۔

کیمیا گری

ہندوستان کے لوگون کو ٹھگنے کے واسطے حریفون کو یہ بہت اچھی ترکیب یاد ہے کہ جو آدمی کسی طور سے دم پر نہین چڑھتا وہ کیمیا گر کا نام سُنتے ہی باولا ہو جاتا ہے ان ٹھگون کا دستور ہے کہ فقیرون کا بھیس بدلکر ہر ایک شہر مین گھومتے رہتے ہین

سمجھ کے موافق بیان کرتے ہین کاہل وہ آدمی کہلاتا ہی کہ باوجود کوئی ایسا کام کرنے پر جس سے اپنا یا دوسرے کا بھلا ہو سکے قادر ہونے کے اُس کام کو نکرے اپنے انمول فرصت کے وقت کو ایسے بیہودہ کام مین گنوا دے کہ جس سے اپنا یا کسی کا بھلا نہو ایسے لوگون نے ناحق اس جہان مین پیدا ہو کر زمین کی پشت کا بوجھ بڑھایا بہت آدمی ایسے نظر آتے ہین کہ جانورون کی طرح کھانا پینا اور سونا تو اچھی طرح جانتے ہین لیکن اگر اُنسے کچھ محنت کرنے کو کہا جاوے تو وہ یہی جواب دیتے ہین کہ ہم صبر کا امرت پھل کھا کر بیٹھے ہین اپنی اوقات پر یہ لوگ کھانے پینے اور سونے کے بعد ہمیشہ کھیل کود مین کاٹتے ہین اور جب خرچ کی ضرورت پڑتی ہی تو اپنے مخلص دوست آشناؤن کو جا کر ستاتے ہین بلکہ بعضے تو چوری اور جوا بھی عیب نہین سمجھتے اور بعضے لوگ صاف بے عزت بنکر کھلے خزانہ بھیک مانگنے لگتے ہین ایسے آدمی نہ تو اس دنیا مین کبھی سرخروئی حاصل کرینگے نہ اُس جہان مین بہشت پاوینگے صبر کرنے والا وہی شخص ہی کہ جو رات دن اپنے یا دوسرے کے بھلے کے واسطے محنت کرتا ہی اور اگر اُسکی وہ محنت ضایع بھی ہو جائے یا اُسپر کوئی آفت آن پڑے تب بھی اُسکو ناگوار نہین گذرتا بلکہ اگر اُس کام کا کچھ پھل ہی نہ ملے تو بھی وہ صبر سے ہاتھ نہین اُٹھاتا ہی یہان تک کہ جس طرح سورج زمین کے گرد گھومنے سے نہین تھکتا یہ محنت کش بھی جب تک جیتا رہتا ہی تب تک اُس نیک محنت مین غرق رہا کرتا ہی بوستان مین شیخ سعدی نے بھی اس جگہہ پر ایک اچھی نقل بیان کی ہی کہ کسی روز ایک بادشاہ شکار کھیلنے گیا وہ جنگل مین کیا دیکھتا ہی کہ ایک لومڑی بے ہاتھ پاؤن کی ایک گڑھے مین پڑی ہی بادشاہ اُسے دیکھکر بہت حیرت مین آیا کہ یا الٰہی یہ اپاہج یہان کس کے ہاتھ سے اپنی خوراک پاتی ہو گی کہ اتنے مین اُسنے کیا دیکھا

جو ایک قسم کی دوا ہی بناتے ہین اور ولایت مین جب لوہے کی دیگچیان پُرانی ہوکر ٹُوٹ جاتی ہین اور مرمت کے قابل اور کام کے لائق نہین رہتین تب اُنکو بھی لُہار اور بڑھئی لوگ کاٹ کاٹ کر پترے بناتے ہین اور اُن پترون پر روغن چڑھاکر اور برمے سے چھید کر صندوقون کے جوڑ پر لگاتے ہین علاوہ اسکے نکمی چیز پر کیا موقوف ہی ہم جانتے ہین کہ کلون کے زور سے نکمے آدمی بھی کام کے بنجاتے ہین انگلستان مین ایک اندھے نے جال بنانے کے واسطے ایک کل سُوت کاتنے کی ایسی ایجاد کی ہی کہ اسکو اندھے لوگ چلاتے ہین سواے اسکے وہان کاریگرون نے جوتے اور دستانے بھی اسطور سے تیار کیے ہین کہ اُسکو پہنکر لنگڑے اور لولے کام کر سکتے ہین بعضے وقت کلون کے نہ رہنے سے انسان کو ناحق اپنا روپیہ اور محنت ضائع کرنا پڑتا ہی دیکھو جزیرہ جاوا سے چین کے ملک کی کشتیون مین روئی بھر کر جایا کرتی ہی لیکن اس باعث سے کہ جاوا کے لوگ کوئی کل روئی سے بنولا جدا کرنے کی نہین رکھتے وہان کے آدمیون کو سیر بھر روئی مین تین پاو بنولا ڈھونا پڑتا ہی اور جسپر بھی وہ لوگ انگریزون کیطرح روئی کسنے کی ترکیب نہین جانتے اسی سبب سے جس کشتی مین انگریز لوگ تین ہزار من روئی لادتے ہین اُسمین جاوا کے آدمی ہزار من سے زیادہ نہین لاد سکتے ای ہندوستانیو تم بھی کیون نہین انگریزی پڑھکر اسطور کی کلین تیار کرتے کہ جس سے تمھارے ملک مین بھی دولت کی افراط ہو اور سب لوگ بھرے پُرے رہین۔

کاہلی اور صبر

اکثر سستیے آدمی اپنی کاہلی کا نام صبر رکھکر جو اوصاف کہ صبر کے ہین اُنسے اپنے کو الگ سمجھتے ہین اسلیے اب ہم کچھ تھوڑا سا فرق کاہلی اور صبر کے درمیان اپنی

اُس تار سے الیکٹری سٹی گزریگا دتی مین وہ چھاپ کی سوئی فوراً گھوم جاویگی اب خیال کرو
کہ تم دتی والے سے پوچھا چاہتے ہو کہ اچھے ہو تو یہ سابق سے اسکے کارخانون مین اشارہ
مقرر ہو گیا ہی کہ جس وقت سوئی پورب طرف گھومے تو الف کا حرف سمجھا جاوے اور
پچھم طرف پھرے تو جیم جانا جاوے اور جسدم پورب کو دو دفعہ تیزی سے جلد جلد سوئی
پھرے تو یاے مجہول سمجھنا چاہیے اور جب پچھم کی جانب دو دفعہ جلد جلد سوئی جاوے تو
ہاے جانو اور جب تیزی سے ایک دفعہ پورب اور ایک دفعہ پچھم کو سوئی جاوے تو واو
مجہول سمجھنا چاہیے تب بیشک وہ آدمی دتی والا الیکٹری سٹی کے زور سے اُس سوئی کو
اس روش پر گھومتی ہوئی دیکھکر فوراً سمجھ جاویگا کہ بنارس والا پوچھتا ہی کہ اچھے ہو
انگلستان مین ہر ایک شہر سے لندن کے درمیان اُس ڈاک پر خبر بھیجنے مین بیس لفظون تک کا
تین روپیے سے لیکر سات روپیے تک محصول لگتا ہی وہان ان کارخانون کے واسطے بھی
ایک ساجھے کی کوٹھی مقرر ہی اور اُس کوٹھی کے ساجھی ساٹھ شہرون کی خبر ایک جگہہ سے
دوسری جگہہ پہونچاتے ہین اور شہرون کے تار کا طول سب ملاکر سوا ہزار کوس ہی اور
ایک ہزار آدمی اس کمپنی کے ملازم ہین غرض اس ٹیلیگراف کا کارخانہ ولایت مین رات دن
ڈاک کے طور پر جاری رہتا ہی اور بھاگے ہوے مجرمون کی گرفتاری اور ساہوکاری اور
تجارت کی خبرین پہونچانے کے واسطے یہ تار کی ڈاک خوب کام مین آتی ہی کیا خدا کی قدرت ہی
کہ ایک پل مین سیکڑون کوس خبر پہونچ جاتی ہی اب ہندوستان مین بھی بہت جگہہ بن گئی ہی
اور بہت جگہہ بنتی جاتی ہی نکمّی اور بیقدر چیزون کے قیمتی ہو جانے کے واسطے یہی دلیل
کافی ہی کہ انگلستان مین گھوڑون کے نعل باندھنے کے وقت جو سم چھیلے جاتے ہین
وہ بھی ٹکڑے پھینکے نہین جاتے بلکہ اُسکو کاریگر لوگ جمع کرکے پروسیٹ آف پوٹاش

سرکاری عملداری ہوئی تو یہان کے خطون کا جواب کیپ کی راہ سے بیس روز مین ولایت سے
آتا تھا اور جسوقت سے کہ دھوئین کے جہاز تیار ہوے ہین تب سے وہی جواب دو مہینے کے
اندر ولایت سے یہان پہونچ جاتا ہی اور ہندوستان مین بھی جہان دھوئین کی گاڑی اور
لوہے کی سڑک بنگئی ہی ایک جگہہ سے دوسری جگہ جو اسباب اور آدمی کہ دو مہینے سے
زیادہ کے عرصے مین پہونچتا تھا وہی اسباب اور آدمی اب دو روز مین پہونچا کرتا ہی
انگلستان مین بڑے مکان اور کارخانون کی دیوارون کے درمیان ایک کمرے سے
دوسرے کمرے تک اسطرح پر ٹین کے نل لگا دیتے ہین کہ جو بات ایک آدمی اس کمرے مین
بیٹھکر کہے وہ بات فوراً دوسرے کمرے مین کہ جہان تک بغیر نل کے وسیلے کے ہرگز
انسان کی آواز نہ پہونچ سکے بخوبی سن لیوینگے پس اس طریق سے دیکھو کسقدر وقت اور
درد سر اتنی دور آنے جانیکا بچگیا ایک ترکیب الیکٹرک ٹیلیگراف کی صاحبان عالیشان نے
ایک جگہہ سے دوسری جگہہ خبر پہونچانے کے واسطے اسطرح کی نکالی ہی کہ جس سے دو چار پل کے
اندر سیکڑون کوس سے جواب آجاتا ہی چنانچہ بیان اِسکا یون ہی کہ جب ایک سوئی چمبک کی
بنا کر کسی چیز پر قبلہ نما کی طرح قائم کر دیوین تو اُسکا مُنہ ٹھیک اُتر کی طرف پھرا رہیگا لیکن
جسوقت کہ ایک لوہے کا تار سوئی سے الگ اسکے گرد رکھا جاوے تو بسبب سیلان
الکٹری سٹی یعنی قوت کہربائی کے وہ سوئی پورب اور پچھم کی طرف گھوم کر رہ جاتی ہی جسوقت
کہ پورب کے تار سے الکٹری سٹی گذاری جاویگی تب وہ سوئی پورب کی طرف گھوم جاویگی اور
جب پچھم کے تار سے پہونچائی جاویگی تو پچھم کیطرف پھر جاویگی پس غور کرو کہ بنارس سے دلی تک
سڑک کے اوپر جو لوہے کا تار لگایا گیا ہی اور ایک چمبک کی سوئی دلی مین اس تار کے سرے کے
نزدیک قائم کی ہی تو جب وہ آدمی جسکو بنارس سے دلی کو خبر بھیجنا منظور ہی بنارس مین بیٹھکر

کپڑے انگریز سے خرید کرتا ہی اور وہی روپیے جو اُسنے روئی بیچکر حاصل کیے تھے بلکہ اپنی
گرہ سے روپیہ دو روپیہ اُسمین ملتبیھین لگا کر اُس کپڑے والے کو نذر کرتا ہی اب سوچنا چاہیے
کہ اگر ہمارے ہندوستانی مہاجن لوگ بھی اسیطرح کچھ روپیہ لگا کر ایسے کپڑے بنانے کی کل
یہان تیار کرین تو کیا انکو انگلستان کے سردارون کیطرح لاکھون روپیے کا فائدہ حاصل
نہووے بلکہ ایسے کارخانون کے جاری ہونے سے اس ملک کے غریبون کے واسطے بھی
روزگار کا وسیلہ نکل آویگا جاننا چاہیے کہ کلون کے بنانے سے تین چیزون کے فائدے حاصل
ہوتے ہین اول تو زور بڑھتا ہی دوسرے فرصت زیادہ ملتی ہی تیسرے نکمی اور بیقدر
چیزین کام کی اور قیمتی ہو جاتی ہین زور بڑھنے کی دلیل کے واسطے جو جو کلین کہ ہوا
پانی اور دھوئین کے زور سے چلتی ہین لوگ اُس سے بخوبی واقف ہین لیکن یہان
اُسکے جاننے کے واسطے ایک چھوٹی سی مثال ہم لکھتے ہین ایک پتھر جو کھان مین سے کسی
ناہموار رستے پر سات سو اٹھاون آدمیون کے زور سے کھنچتا تھا وہی پتھر اُس راستے کو
برابر کر کے تختون کا فرش لگا دینے سے چھ سو باون آدمی سے کھنچنے لگا اور جب اُسی پتھر کو
ایک کاٹھ کے تختے پر رکھکر اُن تختون کے فرش پر کھینچنے لگے تو چھ سو چھ آدمی سے چلنے لگا
اور پھر جب اُن تختون کو صابون لگا کر چکنا کر دیا تو وہی پتھر بیاسی آدمی سے کھنچنے لگا
لیکن دیکھو طاقت کل کی کہ جب اُس تختے کے نیچے تین انچہ کا موٹا ایک بیلن لگا دیا تو اُسی
اُتنے بھاری پتھر کو بائیس آدمی لے چلے پس دیکھو اس حکمت کی بدولت بائیس آدمیون نے
گویا سات سو اٹھاون آدمی کا زور حاصل کیا فرصت ملنے کی دلیل کے واسطے پہاڑون مین
سُرنگون کا اوڑایا جانا کافی ہی جو پتھر کہ آدمی کے ہاتھ سے مہینون مین نہ ٹسک سکے وہ ذرا سی
باروت کے زور سے دم بھر مین ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اُڑ جاتا ہی پہلے پہل جب ہندوستان مین

دیکھکر گدہے والے نے کشتی والے پر نالش کی کہ اسکی غفلت سے کشتی ہارا گدھا بہا لیگئی اور
کشتی والے نے گدہے والے پر نالش کی کہ اسکی غفلت سے گدھا میری کشتی بہا لیگیا
حاکم نے انکی عرضی پہ یہ حکم دیا کہ اسمین قصور دونون کا برابر ہی کیونکہ ایک کی غفلت سے دوسرے کا
نقصان ہوا اور عدل و انصاف کے معنی برابری اور نصفا نصف کے ہین پس جب بات مین
کہ پہلے ہی سے برابری ہو رہی ہی یعنے آدھا آدھا قصور دونون کے ذمے بٹ گیا اسمین حاکم
دوسرا انصاف کیا کرے مقدمہ ڈسمس ہو —

فائدہ انگریزی پڑھنے کا

سوا اسے سب فائدون کے انگریزی پڑھنے سے ایک بڑا فائدہ یہ حاصل ہوتا ہی کہ انسان ہر طرح کے
ہتھیار اور کلون کے بنانے پر قادر ہو کر وہ وہ باتین ظہور مین لاتا ہی کہ جو بغیر انکی مدد کے صرف
آدمی کے زور سے ہرگز نہ بن پڑے جو کام کہ سو جوانون سے نہو سکے وہ کل کے بل سے ایک لڑکا دم بھر مین
کر لیوے دیکھو اس چھوٹی سی ولایت انگلستان کو کہ وہانکے بنے ہوے رومال چین کے ٹاپوؤن مین اوڑھے
جاتے ہین اور وہانکے بنے ہوے کپڑے حبش کے جنگلون مین بھی پہنے جاتے ہین بنگالے کے آدمی
چار حصے کھیتی سے پیٹ بھرتے ہین اور ایک حصہ دوسری طرح سے اپنی وجہ معاش پیدا کرتے ہین خبر اسکے سبب دو حصے
باشندے زمین بو کر گذارا کرتے ہین اور ایک حصہ بنا روزگار کر کے روپیہ پیدا کرتے ہین لیکن انگلستان کی
ولایت مین جسقدر لوگ کہ زراعت کا پیشہ رکھتے ہین اُنسے دو چند آدمی اپنی اوقات بسری بغیر کھیتی کے
کرتے ہین پس غور کرنا چاہیے کہ ان کلون کے وسیلے سے کس درجے پر روزگار اُس ملک مین چمکا ہی اور باوجود
غلہ کی گرانی کے کسقدر محنت سستی ہوئی کہ جو ہندوستان سے گئی ہوئی روئی کے کپڑے
بنکر وہانسے پھر یہان آتے ہین باوجود اسقدر مسافت طی کرنیکے یہانکے کپڑون سے
سستے بکتے ہین کیا تماشا ہی کہ جس زمیندار نے کپاس بوئی تھی وہی اپنی روئی کے

شرمندہ اور رنجیدہ ہوتے ہین کہ بعضے وقت زار زار رونے لگتے ہین اور افسوس کرتے ہین کہ جن صفتون کے واسطے یہ خوشامدی ہماری تعریف کر رہا ہی ہم کیون نہین اُن صفتون کے ساتھ حقیقت مین موصوف ہوے ہمارے ہندوستانیون کی خود پسندی کا حال اگر کسیکو یقین نہو تو دیکھ لیوے انکے طریقون کو کہ یہ لوگ جو ذراسی بات کے واسطے کسیکو ایک خط یا رقعہ لکھینگے تو آدھا خط صرف آداب والقاب سے بھر جاویگا بلکہ اگر کاغذ چھوٹا ہو تو اصل مطلب لکھنے کے واسطے جگہ باقی نہین رہیگی اور اکثر تو اسی القاب و آداب کے سوچنے مین خط لکھنا باقی رہجاتا ہی دیکھو اسی القاب و آداب کی لمبان چوڑان سے جب لفافون پر ڈاک مہر چھاپنے کے واسطے جگہ نہین ملنے لگی تب ناچار ہو کر سرکار نے اپنے گزٹ مین یہ حکم چھاپ دیا کہ سواے مکتوب الیہ کے نام اور ضروری ٹھکانے کے دوسری کوئی بات مثل آداب القاب وغیرہ ڈاک کے لفافون پر ہرگز لکھی نجایا کرے تماشا یہ ہی کہ جو شخص جسقدر زیادہ جھوٹ لکھ سکتا ہی اتنا ہی بڑا منشی کہلاتا ہی اگر فرنگستان کے ملک کا کوئی آدمی جو یہانکے طریقون سے واقف نہو ہمارے ملک کے رئیسون کی مہر دیکھے تو یقین ہی کہ بے اختیار ہنس پڑیگا اور بھی اپنے دل مین کہیگا کہ کیسے یہ رئیس لوگ بے شرم ہین باوجود ایک ولایت کی سلطنت پر بھی قبضہ نرکھنے کے اپنے تئین راجاؤن کا راجا اور مہاراجا دھراج اور دیوتاؤن کا اندر اور چھتری اور شرگ کا مالک اور ثریا جاہ اور فلک بارگاہ اور حاتم دوران اور رستم زمان اور دارا شکوہ اور اسکندر بخت اپنی مہر مین لکھتے ہین سچ ہی کہ اسیواسطے انگریزی پڑھا ہوا آدمی ہندوستانیون کو برا معلوم ہوتا ہی کہ اُسکو خوشامد نہین آتی —

عجیب مقدمہ

کسی آدمی کا گدھا بھاگ کر دریا کے کنارے پر آیا اور ایک مچھوے کی کشتی پر کود گیا لیکن وہ کشتی مضبوط نہین بندھی تھی اسلیے ٹوٹ کر گدھے سمیت بہ گئی تب یہ حال

بند تالاب کے پانی کے مانند ہی کہ جسکے آثار صرف اسی شہر کے اندر دکھائی دیتے ہین اگر جہان پناہ لکھنؤ سے دو تین منزل کے فاصلے پر تشریف لیجا کر ذرہ اپنے علاقون کو ملاحظہ فرماوین تو یقین ہی کہ آپ کے کارواردن کے ظلم کی برکت سے جسطرف نظر جاویگی سواے جنگل اور دس پانچ جلے ہوے جھونپڑون کے اور کچھ نظر نہین پڑیگا اور سرکاری دولت مثل فیض نہر کے ہی کہ دیکھنے مین تو چھوٹی معلوم ہوتی ہی مگر جسطرف جاتی ہی تمام زمین کو سیراب کر دیتی ہی انگریزی عملداری مین گانون گانون بٹی رہتی ہی صاحبان عالیشان اپنے آرام کے لیے دنس جگہ اُجاڑ کر ایک مکان آباد کرنا ہرگز منظور نہین کرتے ان لوگون کو ایک ایک گانون کے مکانات اور سڑکون کی درستی اور ہر ایک زمیندار کی احتیاج اور تکلیف دور کرنیکی اسقدر فکر اور کوشش رہتی ہی کہ شاید اُسقدر حضرت کو اپنی فرح بخش اور مبارک منزل کے آراستہ کرنے کی بھی فکر نہین ہوگی بلکہ حضور اسقدر تو شہزادون کی پرورش مین بھی نہین دل لگاتے ہونگے —

ہندوستان کی خوشامد پسندی

عجب آدمی ہین اس جہان کے خصوصاً ہندوستان کے کہ جسقدر کوئی اُنکی خوشامد کرے اُسیقدر یہ لوگ خوش ہو کر پھولتے جاتے ہین یہانتک کہ اس جھوٹی تعریف کا نام خوشامد رکھا گیا ہی یعنی جو بات کہ سبکو اچھی لگے خواہ وہ سچ ہو خواہ سر سے پانون تک جھوٹ سے بنی ہو اُسکو خوشامد کہتے ہین ہماری سمجھ مین دنیا کے درمیان اُس سے زیادہ کوئی کم عقل نہین کہ جو جھوٹی خوشامد پسند کرتا ہی کیونکہ اس صورت مین یا تو وہ بیوقوف ہی کہ اس بات کے جاننے پر بھی کہ اُسمین نہین ہین اُنکی باتون پر مشک سا پھولتا چلا جاتا ہی یا ایسا کم سمجھ ہی کہ اُن جھوٹی باتون کو سچ جانکر اپنے تئین تعریف ہی کے لائق سمجھتا ہی پس اس سے زیادہ دنیا مین انسان کے واسطے کونسی بات مضر اور خرابی کی ہی عقلمند جھوٹی تعریف اور خوشامد سے اسقدر

بکرما دت اور بھوج کے ایسا کسکا نام ہی کہ جسے بوڑھے سے لیکر لڑکا بھی جانتا ہو اور جسکی نیکنامی فاضل اور جاہل دونون پر روشن ہو پس اس سے معلوم ہوتا ہی کہ جب انسان کی نیکنامی علم کی دولت چھوڑ جانے سے اور عالمون کی عزت و حرمت بنانے سے ہمیشہ کے لیے باقی رہجاتی ہی ایسا کسی کام کو قیام نہین رہتا دیکھو ماگھ ایک بنیا تھا کہ جسنے اولاد نہونیکے باعث اپنا نام نیک چھوڑ جانے کے لیے اپنی ساری دولت پنڈتون کو بانٹ دی چنانچہ پنڈتون نے بھی اُسیکے نام کے قیام کے واسطے سنسکرت زبان مین ماگھ نام ایک کتاب ایسی ایجاد کی کہ جس سے آجتک اُس بنیے کا نام ہندوستان مین چلا آتا ہی بلکہ اسی طور سے ہمیشہ اُسکا نام روشن رہیگا پس جس حالت مین کہ ایک نظم کی تصنیف سے اسقدر آدمی کا نام اس جہان مین رہا تو دیکھا چاہیے کہ جو لوگ علم کی ترقی اور عالمون کی پرورش پر دل لگاتے ہین اور سدا اُنکی صحبت مین اوقات گزارتے ہین اور نئی نئی کتابین تصنیف کرواتے ہین اُنکی نیکنامی کیونکر نہ اس جہان مین ہمیشہ چاند سورج کی طرح دن رات روشن رہیگی۔

نکتہ ١

لکھنؤ کے کسی بادشاہ نے ایک روز صاحب رزیڈنٹ سے پوچھا کہ میرا ملک تو ایک کروڑ روپیے کا بھی نہین ہی اور سرکار کمپنی کے پاس تیس کروڑ کی تحصیل آتی ہی پھیر کیا سبب ہی کہ گورنر جنرل صاحب ہمارے لکھنؤ کے سے محل اور عمارت اپنے رہنے کے لیے کلکتے مین نہین تیار کرواتے دیکھیے اس لکھنؤ مین ہمنے کیسے کیسے قصر اور باغ اور امام باڑے بنائے ہین اور کس کس طرح کی نادر چیزون سے اپنے مکانون کو آراستہ کیا ہی جو جو شان و شوکت کے کارخانے کہ ہمارے شہر مین دکھائی دیتے ہین وہ انگریزون کے ملک مین تو کبھی نظر نہین آتے صاحب رزیڈنٹ نے یہ سنکر جواب دیا کہ جہان پناہ سلامت آپکی دولت

جس سے انسان کی ہمیشہ کو یادگاری اور نیکنامی رہتی ہی کسی آدمی کا جس اور نیکنامی باقی رہجانا اس سے زیادہ دنیا مین کوئی دوسری بات اچھی نہین ہی شاستر مین لکھا ہی کہ جب تک آدمی کی نیکنامی اس زمین پر رہتی ہی تب تک وہ آدمی سورگ مین رہتا ہی نقل ہی کہ جب راجہ بیات کو سورگ سے نکالنے لگے تو اُسنے پوچھا کہ مجھے کیون نکالتے ہو اندر نے جواب دیا کہ اب تیری نیکنامی زمین پر باقی نہین رہی اسیواسطے تجکو یہانسے نکالتے ہین یہ سنکر راجہ نے کہا کہ پہلے فلانے تالاب کے کچھوون سے جا کر میرا حال پوچھ تب پھر جا ہنا سو کرنا غرض جسوقت اُن کچھوون کے آگے راجہ بیات کا نام لیا گیا تو وہ سب سُنتے ہی بے اختیار تعریفین کرنے لگے اسی باعث سے راجہ کو پھر سورگ مین رہنے کی جگہ ملی اور اجازت قیام کی پھر دی گئی حقیقت مین نیکی وہ چیز ہی کہ جانور کے ساتھ کرنے سے بھی آدمی کو اُسکا پھل ملتا ہی حاتم طائی کے قصے مین کسی شخص نے خوب لکھا ہی یعنی کہا ہی کہ نیکی کر اور دریا مین ڈال اب غور کرنا چاہیے کہ جو لوگ اپنی نیکنامی چھوڑ جانا چاہتے ہین وہ اس بات کے واسطے کیا کیا کام کرتے ہین کوئی تو باغ باغیچے مندر شوالے تالاب مسجد مدرسے اور پل بناتا ہی اور کوئی اپنا روپیہ غریبون کو کھلانے پلانے اور یتیمون کے پالنے مین خرچ کرتا ہی اور کوئی اپنا نام بڑھانے کے واسطے ہاتھی گھوڑے اور فوج رکھکر اپنی شان و شوکت دکھلاتا ہی اور ملکون کو فتح کر کے اُنمے اپنی بادشاہی قائم کر جاتا ہی اگرچہ ان سب کامون مین بعضے کام بہت اچھے اور آدمی کو نیکنامی دیتے ہین لیکن دیکھنا چاہیے کہ ان کامون کے کرنے سے کب تک انسان کی نیکنامی دنیا مین باقی رہتی ہی مکان اور حویلی بنانے والون کو لوگ جبھی تک یاد رکھینگے کہ جب تک وہ مکان قائم رہیگا تالاب کھدوانے کا پھل اُسیوقت تک باقی رہیگا کہ جب تک وہ تالاب باقی رہے دیکھو اس دو ہزار برس کے عرصے مین کیسے کیسے اچھے بڑے بڑے راجہ ہو گئے لیکن سوای

اور کہیگا کہ واہ صاحب کیا انگریزون نے تمام دنیا دیکھی خدا کی قدرت کی کب کسی نے انتہا پائی اگر یہ جانور دنیا مین نہ تھے تو کیا مصنف نے اپنے دماغ سے پیدا کر لیے لیکن جو اس بات کے کہنے والے ذرہ بھی اپنے دل مین تامل کرین تو بخوبی دریافت ہو جاویگا کہ یہ عجائب المخلوقات کس طرح پر بنی ہی کیونکہ ہمکو یقین ہی کہ شیراز مین کسی مولوی نے ضرور اپنی کتاب مین یہ بات لکھدی ہوگی کہ قزوین مین فلانے سال کے درمیان اسطرح کے جانورون کا ایک جوڑا آیا تھا کہ جنکے سر مین بالکل مسلمانون کی طرح بال ندارد تھے اور داڑھی بہت لمبی تھی اور عربی بولتے تھے اور پانون اور پر انکے چڑیون کے سے تھے اور مصور نے بھی ٹھیک اسکی تصویر موافق اس بیان کے چڑیون کا سا دھڑ مولوی کا سا سر بنا کر کھینچدی ہوویگی اسلیے ان سطرون کے پڑھنے والون کو چاہیے کہ جب کبھی کوئی تعجب یا بعید القیاس بات دیکھین یا سنین تو جبتک اسکی اصل کو دریافت نہ کر لیوین تب تک اسپر اعتقاد نہ لاوین اور اس بات کو یقین نکرین۔

نصیحت

جو کہ کام انسان آج کر سکے اسکو کل پر چھوڑنا نہین چاہیے اور جو بات کہ وہ خود کر سکتا ہی اسکے واسطے اورون کو تکلیف دینا مناسب نہین کم کھانے سے کبھی کسیکو پچھتانا نہین پڑتا ہی جب آدمی غصے مین کسی سے کچھ کہنا چاہے تو منھ سے بات نکالنے کے پہلے دس تک کی گنتی گن لیوے اور اگر بہت غصے مین ہووے تو سو تک کا شمار کر لیوے جہان مکھی رہتی ہی وہان شہد ہوتا ہی اور جہان محنت ہی وہان دولت آتی ہی۔

آدمی کا نام رہنے کی اچھی ترکیب

جاننا چاہیے کہ اس جہان مین یقین ہی کہ ایسا آدمی کوئی نہوگا جو اپنی نیکنامی کا باقی رہنا دل سے نچاہے اگرچہ انھین ایسے آدمی تھوڑے ہین کہ اس راہ پر چلتے ہون

پر بھی اُن عورتون نے گانا بند نکیا اُس صاحب نے غصے مین آنکر اُن تینون پہ تمنچہ چلایا ہی تہا لیکن تماشے کی بات یہ ہی کہ اُنمین سے کسی عورت کو گولیون کا اثر نہوا پھر صاحب نے چاہا کہ اُٹھکر اپنے ہاتھ سے پکڑ لیوے کہ اتنے مین فوراً وہ تینون عورتین نظر سے غائب ہو گئین تب تو وہ صاحب اس بات سے بہت ڈرا اور ایک مہینے تک بیمار پڑا رہا لیکن آخر کو جب اُسے معلوم ہوا کہ اُس مکان مین ایک کھڑکی مین شیشہ لگا تھا اُسکے پیچھے ایک کوٹھری مین تین عورتین گاتی تھین اور اُنھین کی پرچھائین اُس آئینے کی تاثیر سے اسطور پر سونے کے مکان مین آنکر پڑی تھی کہ وہ گویا سچ مچ کی عورتین معلوم دیتی تھین —

اب غور کرنا چاہیے کہ انگریزی حکیمون نے کس کسطرح کی تعجب کی ہزارون دوا اور کیسی کیسی تماشے کی چیزین ایجاد کی ہین کہ اگر اُنمین سے ایک بھی ان ہندوستانیون کو کوئی دکھلا دے یہ لوگ بیشک یہی کہنے لگینگے کہ یہ صاحب جادوگر ہی افسوس کہ اتنک بہتیرے بھولے آدمی ایسے ایسے ذرا سے ٹھگلے جاننے والون کے ہاتھ سے ہر روز ٹھگے جاتے ہین اور روپیہ دیکر بیوقوف کہلاتے ہین اگر کسی نے وہ فارسی کتاب جسکا نام عجائب المخلوقات ہی دیکھی ہو تو اسکو معلوم ہوگا کہ اُس کتاب مین کس کسطرح کے جانورون کی تصویرین کھنچی ہین اور کیسی کیسی شکلین بنی ہین کسی ورق مین تو بالکل دھڑ آدمی اور منھ گھوڑے کا کھنچا ہی اور کہین چار چار سر کی چڑیان بنی ہین کسی جگہ دس دس منھ کے اژدہے ہین اور کہین درختون مین پھولون کے عوض آدمی کے سر لٹکتے ہین اور کہین آدمی کے بازو پر جانور کے پر ہین غرض اسیطرح کی ہزارون شکلین لکھی ہین کہ جو سواے اس کتاب کے ورقون کے اور کہین اس صفحہ روزگار پر کسی نے آنکھون سے ندیکھین اور نہ کانون سے سُنین اور تماشا یہ کہ اگر کسی فارسی خوان سے ایسے جانورون کے دنیا مین ہونیکا شبہہ بیان کیا جاوے تو وہ بہت خفا ہوگا

ہوش اُڑ گئے کہ گھبراہٹ مین دوڑنے کے وقت دکانین کھل گیئین اور تغریے پانون تلے رُندگئے تب بدمعاشون نے فرصت کا وقت پاکر بازار لوٹنا شروع کیا کسی نے میوے اور لڈو پیڑے چکھے کسی نے کسی کے اسباب پر ہاتھ دوڑایا اور جو کچھ جسنے پایا لوٹ لیا —

ایک انگریزی کتاب مین لکھا ہی کہ ایک شخص نے اپنے ایک دشمن کے سونے کے مکان مین فسفراس کے قلم سے جو موم کی شکل پر ایک قسم کی دوا ہی اور ہر ایک انگریزی ڈاکٹر کے پاس رہتا ہی دیوار پر بڑے بڑے حرفون سے یہ لکھدیا کہ تو آج بیشک مرجاویگا جب تک چراغ روشن رہا اُس فسفراس کے حرف جیسا کہ اُسکی خاصیت ہی کچھ بھی نہ دکھلائی دیے لیکن جب چراغ گل ہوا اور اُس مکان مین اندھیرا ہوگیا تو اُسی دم وہ حرف سب آگ کے شعلے کے مانند چمکنے لگے اُس گھروالے پر یہ حال دیکھتے ہی ایسی دہشت غالب ہوئی کہ پھر سانس بھی نہ لی اور اُسی جگہ سرد ہوکر مرگیا —

اسی طرح فرنگستان مین ہنگری کے نزدیک کسی سردار نے جو ایک بڑے پُرانے قلعہ مین رہتا تھا ایک روز اپنے دوستونکی دعوت کی رات کو سونے کے وقت بیان کیا کہ اس قلعہ مین ایک گھر کے اندر کچھ بھوت کا سا اثر ہی اُن مہمانون مین ایک صاحب بڑا دلیر اور کڑا تھا اُسنے رات کو اُسی گھر مین سونا قبول کیا لیکن جب آدھی رات کا وقت آیا تو کیا دیکھتا ہی کہ تین عورتین سبز پوشاک پہنے ہوے سامنے کھڑی گارہی ہین اُس صاحب نے یہ دیکھکر کہا کہ اے بیبیو مین خوب جانتا ہون کہ تم مجکو ڈرانے کے واسطے یہان آئی ہو پس بہتر ہی کہ چلی جاؤ نہین تو مین پستول مارونگا مگر وہ عورتین گانے سے باز نہ آئین اور اسیطرح گایا کین تب اُسنے پھر اُنسے وہی بات کہی اور دھمکایا کہ اب اگر پانچ منٹ کے اندر تم نہین چلی جاوگی تو مین بیشک تمپر پستول چلاؤنگا لیکن جب اس وقت

بولتے ہین مگر بولی اُنکی سمجھی نہین جاتی اگرچہ مین تھکا ماندا تھا اور راہ بھی خراب اور برف سے ڈھک رہی تھی لیکن مجھکو اُن جانورون کے دیکھنے کا شوق ایسا دامنگیر ہوا کہ فوراً وہان سے آدمیون کو ساتھ لیکر اُس گانوُن مین جا پہونچا جب وہ مکان جس مین عربی خوان جانور بند تھے کھولا گیا تو کیا دیکھتا ہون کہ ایک جوڑا فیل مرغ کا جسکو یہان اکثر شترمرغ کہتے ہین موجود ہی لاحول ولاقوۃ دل مین تو مین اُسکے دیکھنے کے واسطے اتنی تکلیف اُٹھانے سے بہت شرمندہ ہوا بلکہ جھنجھلایا لیکن اُسوقت سوائے ہنس دینے کے اور کچھ نہ بن آیا۔

اسیطور سے ہمنے ایک کتاب مین نقل دیکھی کہ ایک آدمی نے لوگون سے یہ بیان کرنا شروع کیا کہ میرے گھوڑے کے سر کی جگہ دُم ہوگئی اور دُم کی جگہ سر لگ گیا ہی جسکو دیکھنا منظور ہو وہ ایک روپیہ لاوے تب دیکھنے پاویگا لوگ یہ اچنبھے کی بات سنکر چارون طرف سے دوڑے اور ایک روپیہ دیکر دیکھنے لگے تو کیا دیکھتے ہین کہ اُس گھوڑے والے نے اپنے گھوڑے کی دُم مین اگاڑی کی رسی باندھ دی ہی اور اُسکے اگاڑی کے دونون پانُون مین پچھاڑی کی رسی لگا دی ہی غرض سیکڑون آدمی یہ تماشا دیکھنے کو آئے اور سیکڑون روپیے لائے گھوڑے والے کو دیکر بیوقوف بنکر چپکے چلے گئے کچھ روز ہوے کہ ایک آدمی ولایت مین ایک مچھلی کے دھڑ مین کسی روغن سے ایک بندر کا سر جوڑ کر بازار مین دکھلاتا پھرا کہ یہ جل مانس ہی اور اسی فقرہ سے سیکڑون روپیے وصول کر لیے۔

سنہ ۱۸۴۹ع مین جن روزون لاہور کی لڑائی درپیش تھی کول شہر مین محرم کی تاریخ دسوین کو کربلا کے ازدحام مین دن کے وقت یارون نے غل مچا دیا کہ سکھون کی فوج آئی یہ سنتے ہی کربلا کے سب دکاندار اپنی دکانین چھوڑ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوے اور سب چھوٹے بڑے گھبراہٹ اور بدحواسی کے عالم مین چارون طرف دوڑنے لگے یہانتک لوگون کے

رہتا ہی لیکن جب آدمی اس ہوا سے دم لیکر ناک یا منھ کی راہ باہر نکالتا ہی تو پھر سنو مین
صرف گیارہ حصے اکسیجن کے رہجاتے ہین اور کاربونک ایسڈ آٹھ حصے سے زیادہ ہوجاتا ہی
اوراس کاربونک ایسڈ کا سنو مین ساڑھے تین حصے ہونے سے بھی وہ ہوا اس قابل نہین
رہتی کہ اُسمین آدمی جی سکے اسلیے جسقدر مکان بلند اور لمبا چوڑا زیادہ ہوگا اور باہر سے
تازی ہوا آنے جانے کے لیے جتنی کھڑکیان اور جھروکے بنے ہونگے اُسیقدر اُس مکان کے
رہنے والونکو صحت اور تندرستی حاصل رہیگی اوراس بات کا بھی ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ
چھوٹے اور بند مکان مین بہت آدمی لیکر بیٹھنا کبھی مناسب نہین ہی —

جلد کسی بات پر اعتقاد لانا

دیکھو حق تعالے نے کس طرح کا دل بعضے آدمی کا بنایا ہی کہ اگرچہ کیسے ہی تعجب کی
بات سُننے مین آوے مگر وہ اُسپر فی الفور اعتقاد لاتا ہی بلکہ جو بات جسقدر زیادہ قیاس سے
بعید اور عقل سے خارج ہوتی ہی تو اتنا ہی اُسکو وہ جلد یقین کرلیتا ہی اور یہی سبب ہی
اسکا کہ اکثر عقلمند لوگ جسقدر بیان کسی چیز کا خلقت کی زبان سے سنتے ہین وہ دیکھنے
یا آزمائش اور تحقیقات کے وقت اُسقدر نہین پاتے کیونکہ جب کسی انجان آدمی کی
عقل اصل حال کو دریافت نہین کرسکتی تو پھر جو کچھ اُسکی طبیعت چاہتی ہی وہ اپنے
دلمین باتین بناکر غپ اوڑانے لگتا ہی اور خلقت اُسکو سچ جان لیتی ہی چنانچہ
ایک صاحب اپنے سفر کا حال لکھتے ہین کہ جب مین شیراز کو جاتا تھا تو قزوین مین
یہ بات سنی گئی کہ یہان سے پانچ سات کوس پر ایک گانون مین کسی شخص کو جانور ایسے
ہاتھ لگ گئے ہین کہ بازو اور پانون اُنکے پرندون کے طور سے دو دو ہین لیکن سر مین
چند آنکھون پر گوشت اور چہرے پر بڑی بڑی ڈاڑھیان رکھتے ہین اور زبان عربی

اچھی صلاح

انسان کو چاہیے کہ جبتک کسی بات کی بُرائی بھلائی بخوبی دریافت نہو جاوے تب تک یکایک کسیکی دیکھا دیکھی اُسکو اختیار نہ کرے نہین تو آخر کو بہت حیران اور پریشان ہوجاویگا چنانچہ نقل ہو کہ ایک خچر نمک سے لدا ہوا کسی ندی کے پار اوترتا تھا جبکہ بیچ دھارا مین پہونچا تو اُسنے ایک غوطہ پانی مین ایسا لگایا کہ وہ نمک بھیگ کر گل گیا اور اُسکی پیٹھ ہلکی ہوگئی یہ ماجرا اتفاقاً ایک گدھے نے جسکی پیٹھ پر روئی لدی ہوئی تھی دور سے دیکھا اور دیکھتے ہی وہ بھی ندی کے کنارے پہونچکر جھٹ پٹ ندی مین کود پڑا اور غوطہ لگا کر چلنے لگا لیکن اُسکی پیٹھ کا بوجھ تو ہلکا ہونے کے عوض اسقدر بھاری ہوگیا کہ وہ بوجھ کے مارے اُسی جگہ دبکر رہگیا سقراط حکیم کا قول ہو کہ جسطرح لڑائی کے وقت لوہا سونے سے زیادہ کام آتا ہو اسیطرح عقل ہر وقت اور ہر حالت مین سونے سے زیادہ انسان کے کام مین آتی ہو۔

ہوا کی صفائی

آدمی کی زندگی ہوا کی صفائی پر موقوف ہو اگر اسکو صاف اور تازی ہوا دم لینے کے واسطے ملیگی تو طبیعت کو فرحت اور دلکو طاقت حاصل ہوگی اور تندرستی بنی رہیگی لیکن جو یہ غلیظ ہوا سے سانس لیویگا تو اُسی وقت گھبرا کر مرجاویگا جاننا چاہیے کہ جو ہوا آدمی کے منھ اور ناک کے اندر جاتی ہو وہ جب سانس کے ساتھ باہر آتی ہو تو پھر بڑی کثیف ہوجاتی ہو چنانچہ جب کسی چھوٹے سے مکان مین بہت سے آدمی جمع ہوجاتے ہین اور تازی ہوا آنے کی کوئی راہ نہین رہتی تو ہر ایک شخص وہان گھبرانے لگتا ہو بلکہ اکثر مر بھی جایا کرتے ہین بھلا جیگا آدمی ایک منٹ مین سو انچھ مکعب کی ہوا دم لینے کے واسطے کھینچ لیتا ہو تازی ہوا مین سو کے اندر تیئیس حصہ اکسیجن کا رہتا ہو اور ڈیڑھ حصہ کاربونک اسیڈ کا

اسراف کیطرح زمین آسمان کا فرق آن پڑا ہی کیونکہ بخل سے بدتر دنیا مین کوئی عیب
نہین ہی اگرچہ تمام شہر سے آدمی بھرا ہوگا لیکن جو وہ بخیل ہوگا تو اُسکے سب ہنر خاک مین
ملجاوینگے اور کفایت سے بہتر اس جہان مین کوئی دوسری چیز نہین کیسی ہی آمدنی کسی شخص کی
کم کیون نہو اگر وہ کفایت کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرے تو یقین ہی کہ اُسکے دل کو ہر دم
آرام اور خاطر جمعی حاصل رہیگی پس جاننا چاہیے کہ بخیل تو اُس آدمی کو کہتے ہین کہ جو
اپنے مال کو کبھی کسی کام مین خرچ کرنا نچاہے اور ہمیشہ سانپ کیطرح اپنے خزانے پر بیٹھا رہتا ہے
اور کفایت شعار وہ شخص ہی کہ جو اپنا مال اس کام مین لگاوے جسکا کرنا بہت ضرور ہی
پس سمجھنے کی بات ہی کہ بخیل ہونے کے لیے تو انسان کو کسی طرح کی عقل اور ہوشیاری
درکار نہین بلکہ جو لوگ نادان اور بیوقوت ہین وہی اکثر کنجوس اور مکھی چوس ہوا کرتے ہین
لیکن کفایت شعار وہ شخص ہوگا کہ جو نہایت عقلمند اور بڑا تیز فہم ہی کیونکہ اس بات کی تمیز کا
ہونا کہ کونسے کام مین کسقدر مال خرچ کرنا چاہیے بہت مشکل ہی دیکھو کفایت شعاری
سرکار انگریز بہادر کی کہ جو گورنر جنرل اس ملک مین آتا ہی وہ یہی ارادہ کرتا ہی کہ کسی طرح سے ہیر
پھیر سے خرچ مین تخفیف کرے اور آمدنی بڑھاوے یعنی جو کام ایک روپے مین نکلتا ہو
اُسکو بارہ آنے مین نکالے اب غور کرنا چاہیے کہ اس تخفیف سے سرکار کی یہ مراد نہین
کہ اس چار آنے کو اپنی گرہ مین باندھے بلکہ اصل غرض اس خرچ کے گھٹانے سے یہ ہی
کہ یہ چار آنے کسی دوسرے اچھے کام مین لگائے جاوین اور دیکھو بخل راجہ اور رئیسون کا
کہ باوجود لاکھون روپیہ جمع اور ہزارون آمدنی کے اگر کوئی اُنسے کچھ دو چار روپے
اسپتال غریب خانہ اسکول وغیرہ ایسے اچھے کام مین خرچ کرنے کے واسطے کہے تو بس
اُنکی جان ہی نکلجاتی ہی بلکہ سانس بھی نہین آتی —

ڈاکٹرون نے اس بات کو بخوبی تحقیق اور ثابت کیا ہی کہ عورت اور مرد دونون کے بدن مین برابر دونون طرف بارہ بارہ پسلیان ہوتی ہین اُسمین سات تو چھاتی کی ہڈی اور پیٹھ کی ہڈی دونون سے ملی رہتی ہین اور پانچ پانچ صرف پیٹھ ہی کی ہڈی سے لگی رہتی ہین۔

لوگ خیال کرتے ہین کہ یہ دل آدمی کے بدن مین بائین طرف رہتا ہی لیکن یہ بات محض غلط ہی یہ تو انسان کی چھاتی کے بیچون بیچ رہتا ہی بلکہ اگر چھاتی کی ہڈی کے بیچون بیچ ایک لکیر کھینچکر دل کو دو حصہ کرین تو بہ نسبت بائین طرف کے دہنی طرف کا حصہ کچھ بڑا نکلیگا مگر باعث بائین طرف مشہور ہونیکا یہ ہی کہ آدمی بہ نسبت داہنی طرف کے دل کا دھڑکا بائین طرف بہت جلد معلوم کر لیتا ہی کیونکہ دل کا بایان خانہ جس سے تمام بدن مین خون پھیلتا ہی بائین طرف رہتا ہی۔

لوگ کہتے ہین کہ آگ جلتی ہی لیکن حقیقت مین جلتی تو لکڑی ہی آگ کا کیا جلیگا اور یہ بھی لوگ کہتے ہین کہ اوس گرتی ہی مگر جاننا چاہیے کہ اوس اوپر سے نہین گرتی بلکہ نیچے سے اُٹھتی ہی کیونکہ زمین کے بخارات جو کہ جاڑون مین رات کے وقت سردی سے آسمان کی طرف زیادہ چڑھ نہین سکتے وہ زمین کے نزدیک ہی دو چار ہاتھ کی بلندی پر جمکر پانی کی بوند ہو جاتے ہین اُسکو لوگ اوس اور شبنم کہتے ہین چنانچہ اگر چار پانچ ہاتھ اونچی کسی درخت کی ٹہنی مین کوئی رکابی یا کسی اور چیز کو باندھکر شام کے وقت لٹکا دیا جاوے تو صبح کو اُسکے نیچے اوس کے قطرے لٹکتے ہوے دکھائی دیوینگے اور اوپر بالکل خشک رہیگی۔

بخل اور کفایت

ان دو چیزون کا فرق معلوم کرنا بہت مشکل بات ہی ظاہر مین تو یہ دونون چیزین ایک ہی سی نظر آتی ہین لیکن حقیقت مین ان دونون چیزون کے درمیان سخاوت اور

راگ رنگ اور تماشا دیکھتا ہو اور بڑی بڑی خوشیان مناتا ہو اگر اسکو یہ معلوم ہوتا کہ اُس روز میری موت کا لشکر ایک منزل اور بھی نزدیک آن پہونچا تو کیونکر نہ ایک کونے مین بیٹھکر روتا اور اپنے گئے وقت پر افسوس کرتا غرض موت اگر انسان کو یاد رہے تو کبھی اُس سے کوئی برا کام نہو سکے جسوقت افلاطون مرنے لگا تو ارسطو نے عرض کیا کہ آپ مجھکو کچھ نصیحت کر جائیے افلاطون نے جواب دیا کہ مین نے چار لاکھ باتین نصیحت کی جمع کی تھین اسمین سے چار باتین چنکر اسوقت تجھسے کہتا ہون اُس چار مین سے بھی دو بات تو یاد رکھنے کی ہین اور دو باتین بھول جانے کی ہین یعنی آدمی کو اپنی موت اور اپنا پیدا کرنے والا مالک یہ دونون ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے اور نیکی جو خود کسی دوسرے کے ساتھ اور بدی جو کوئی دوسرا اپنے ساتھ کرے یہ دونون ہمیشہ بھول جانا چاہیے مراد ہماری اس کلام سے یہ ہے کہ انسان اپنا وقت ناحق برباد نہ کرے اور ہر روز کچھ نکچھ نئی بات سیکھ لیا کرے —

غلطی عام

سب لوگ خیال کرتے ہین کہ پتھر بھی بڑھتا ہے لیکن یہ اُنکی غلطی ہے پتھر کبھی نہین بڑھتا ہے حق تعالی نے قوت نامیہ یعنی بڑھنے کی طاقت صرف نباتات اور حیوانات ہی کو دی ہے اگر پتھر اور پہاڑ بھی بڑھتا ہوتا تو یقین تھا کہ کسی زمانے مین دنیا پتھر اور پہاڑ سے بھر جاتی —

لوگ کہتے ہین کہ بہ نسبت عورت کے مرد کے بدن مین ایک پسلی کم رہتی ہے بلکہ لوگون سے یہ نقل سننے مین آئی ہے کہ حضرت آدمؑ نے اپنی ایک پسلی نکالکر اُس سے حوا یعنی اپنی بی بی کو پیدا کیا اسیواسطے مرد کے بدن مین ایک پسلی کم رہتی ہے معلوم نہین کہ کس صورت سے اتنے روز تک ایسی جھوٹی بات لوگون کے دل مین سمائی رہی انگریزی

مشکل ہی جسطرح مادرزاد اندھا آنکھین ہونے کا فائدہ نہین جانکر دوا لگانے کے درد سے
ڈرتا ہی اسیطور سے یہ جاہل لوگ بھی حصول علم کے فائدے سے ناواقف ہوکر اُسکی
محنت اور رنج سے دہشت کہاتے ہین ہماری صلاح اُن لوگون کے واسطے یہی ہی کہ
جسطرح بنے تحصیل علم مین کوشش کرین اور جہانتک ممکن ہوسکے اپنا دل اُسمین لگاوین
اگرچہ ابھی تو ہماری صلاح اُن لوگون کو بہت بُری اور کڑوی بلکہ زہر معلوم ہووےگی
لیکن وہ لوگ اگر ہماری خاطر سے کچھ علم حاصل کرین تو پھر اُسیطرح ہمارے شکرگذار ہونگے
جسطور سے وہ اندھا اُس ڈاکٹر کا شکرگذار ہوگیا —

وقت کا نقصان اور موت کی یاد

آدمی کو چاہیے کہ اپنا ہر ایک دن اور ہر ایک گھڑی اچھے کام مین صرف کیا کرے
اسکو ناحق برباد نہونے دے اور ہر روز پہلے دن کی بہ نسبت کوئی نئی چیز کچھ نہ کچھ حاصل
کر لیوے کیونکہ اگر اُسکا وہ روز پہلے ہی دن کے برابر ہوگا اور کسی فائدے مین ترقی
نہوگی تو بیشک وہ روز اُسکا نقصان مین گنا جاویگا چنانچہ اسی باب مین عربی حدیث بھی
موجود ہی مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاہُ فَھُوَ مَغْبُوْنٌ یعنی جس آدمی کے دو روز برابر رہین اُس شخص کا نقصان
ہوا کیونکہ اُسکا وہ دن ناحق مفت مین گذرا اور اب اگر انسان ذرا غور کرکے اپنے
دل مین دیکھے تو اُسکو بخوبی دریافت ہوجاویگا کہ یہ وقت کا نقصان کتنا بڑا نقصان ہی
اگر سچ پوچھو تو وقت کا ایک لحظہ بھی انمول کہا جاسکتا ہی کیونکہ جب آدمی کا اخیر وقت
آن پہونچتا ہی اور وہ مرنے لگتا ہی تو تمام دنیا کی بادشاہت دینے سے بھی زندگی اُسکی ایک
پل بھر نہین بڑہ سکتی کیا افسوس کا مقام ہی کہ انسان ایسی انمول چیز کو اپنی غفلت سے برباد
کرے کہ گویا اُسکو اپنی موت کی خبر بھی نہین ہی دیکھو جس روز اُسکی سالگرہ کا دن آتا ہی وہ

ٹیکا دیے اگرچہ اُسوقت تو اُسکو کچھ درد نہیں معلوم ہوا لیکن پیچھے سے اُسکی داہنی آنکھ سوج آئی چنانچہ اسیواسطے اُسکی فصد بھی لینی پڑی اور کئی روز تک اُسکی آنکھ مین پٹی بندھی رہی سات آٹھ دن کے بعد اُسکی آنکھ اچھی ہوگئی اور پٹی کھلی تو بہت سی چیزین ہر ایک رنگ کی اُسکے سامنے رکھدین اگرچہ وہ اُنکو آنکھون سے دیکھتا تھا لیکن تو بھی جبتک ہاتھ سے نہ چھوتا پہچان نہین سکتا جب وہ دروازے کے باہر جانا چاہتا تو اُسکو ہاتھ سے ٹٹول لیتا تب جانتا کہ دروازہ ہی ہر روز وہ ہر ایک چیز کا نام سیکھتا اور دن بدن معلوم کرتا جاتا تھا کہ اس رنگ کا نام کالا ہی اور اسکو اُجلا کہتے ہین اسے یہ بولتے ہین اور اُسے وہ پکارتے ہین ایک روز ایک عورت سرخ شال اوڑھے کھڑی تھی اس نئی آنکھ والے نے اُسے دیکھکر رنگ تو پہچان لیا کہ لال ہی مگر شال جبتک ہاتھ سے نچھولی تب تک نہین پہچان سکا کہ شال ہی پانچ سات روز کے بعد جب وہ پھر ڈاکٹر صاحب کے پاس آیا تو اس عرصے مین بہت سی چیزون سے واقف ہوگیا اور تیتر پنجرا پیالا پانی جھیل درخت گھی لوٹا یعنی جو جو چیز کہ ڈاکٹر صاحب نے اُسکو دکھلائی سبکے نام اُسنے بتلا دیے لیکن جسپر بھی ایسی بہت سی چیزین باقی رہگئی تھین کہ اُنکا نام نہین جانتا تھا خصوصاً اُن چیزونکی لمبان چوڑان چکناہٹ اور کھردراہٹ تو بغیر ہاتھ سے چھوے ہرگز نہین بتا سکتا۔

مراد ہماری اس لکھنے سے یہ ہی کہ جسطور سے اندھا مادرزاد اپنی آنکھین درست ہونیکا فائدہ نہین جانتا اور جبتک اپنی آنکھون کو درست نہ دیکھ لیوے تب تک اُسکے لطف سے واقف نہین ہوتا اسیطرح سے جاہل لوگ بھی ہرگز یہ نہین جان سکتے کہ علم حاصل کرنے سے کیا پھل ملتا ہی بلکہ اس بات سے بھی نہین واقف ہوتے کہ علم کیا چیز ہی اور کیسا ہوتا ہی اُن لوگون کو حصول علم کا فائدہ سمجھنا ویسا ہی ہی جیسے کسی اندھے مادرزاد کو ہیرے اور لعل کا فرق سمجھنا غرض جسنے کبھی کچھ پڑھا نہین اُسکو پڑھنے کا فائدہ دلنشین کرنا بہت

اندھون کو آنکھ ملنا اور جاہلون کو علم حاصل ہونا

بہت روز سے ہمارے دل مین یہ خیال رہا کرتا تھا کہ جو لوگ مادرزاد اندھے پیدا ہوتے ہین اُنکے دل مین اس دنیا کا خیال کیا گذرتا ہوگا اور اُنکو سرخ و سفید اور سیاہ اور دورنگ کا دھیان کیا بندھتا ہوگا وہ لوگ تو یہ بھی نہین جانتے کہ اندھے اور آنکھ والے مین فرق کیا ہی پس کسی کے سمجھانے سے اُس اندھے کے دلمین کسی چیز کا تصور کس طور پر بندھ سکے بلکہ اگر ایسے آدمی کی آنکھ کسی طور سے درست بھی ہوجاوے تب بھی ایکبارگی وہ اُسکو آنکھ سے دیکھکر پہچان نہین سکیگا کیونکہ اُسکو تو ہر ایک چیز چھوکر اور ہر ایک آدمی کی آواز سنکر پہچاننے کی عادت پڑی ہوئی ہی چنانچہ لاک صاحب اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ اگر کسی اندھے مادرزاد کی آنکھین کھل جاوین اور اُسکے سامنے ایکسی دھات کی دو چیزین ایک گول دوسری لمبی رکھدی جاوین تو جبتک کہ وہ اُنکو اپنے ہاتھ سے نہ چھوئیگا تب تک ہرگز اُنکا فرق نہین بتلا سکیگا لیکن اب جو ایک انگریزی کتاب مین ڈاکٹر برنٹ صاحب کا لکھا ہوا ایک اندھے کا حال دیکھنے مین آیا تو اُس سے بخوبی دل کو یقین ہوگیا کہ اندھے مادرزاد کو جسنے دنیا کا کچھ اسباب کبھی نہ دیکھا ہو آنکھ کھلنے پر بھی اس جہان کا رنگ برنگ کا تماشا سمجھ مین آویگا صاحب موصوف حال اس اندھے کا اس وضع سے بیان کرتے ہین کہ ساگر شہر مین ایک پنڈت جسکی عمر اٹھارہ برس کی ہوگی اپنی ماں کے پیٹ سے اندھا پیدا ہوا جب اُس سے کہا گیا کہ تم اپنی آنکھ بنواؤ تو اُسنے انکار کیا کیونکہ وہ اس بات کو نجانتا تھا کہ آنکھون کے درست ہونے سے کچھ فائدہ بھی حاصل ہوگا اور نہین سمجھتا تھا کہ کچھ آرام بھی ملیگا بلکہ اُسکے دلمین تو اس بات کا بڑا شبہہ پڑگیا کہ شاید ڈاکٹر صاحب کی دوا سے آنکھ مین کچھ درد پیدا ہوجاوے غرض لوگون کے بہت سا کہنے سننے سے اُسنے آخر کو منظور کیا اور ڈاکٹر صاحب نے کچھ قطرے بلے ڈونا کے جو ایک انگریزی دوا کا نام ہی اُسکی آنکھ مین

دل بہلاؤ

پہلا حصہ

اندھون کے پڑھنے کا اسکول

انگلستان کی ولایت مین اندھے بھی جاہل اور علم سے بے نصیب نہین رہتے ایسے لڑکون کے پڑھنے کے واسطے وہان ایک جدا مدرسہ بنا ہی سبکو بڑا تعجب ہوگا کہ اندھے لڑکے کتاب کیونکر پڑھ سکتے ہین اور کسطرح حرف پہچانتے ہونگے لیکن ولایت مین اندھون کے پڑھنے کے واسطے کتابین تیار کرنے کی ایک نئی ترکیب ایجاد ہوئی ہی یعنی اُس کتاب کے حرف اونچے اونچے اُبھرے ہوے رہتے ہین ربط ہوجانے سے وہ اندھے آدمی اِن حرفون کو ہاتھ سے چھوتے جاتے ہین اور اُس کتاب کا مضمون بخوبی تمام پڑھتے چلے جاتے ہین بلکہ اُنکے لیے اسیطرح کا ایک اخبار بھی جاری ہی دیکھو انگلستان مین اندھے بھی علم سے خالی نہین رہتے اگرچہ خدا نے اُنھین ظاہری آنکھین نہین دی ہین لیکن باطنی آنکھ انکی کھلی ہوتی ہی افسوس آتا ہی ہمکو اپنے ہندوستان کے آدمی پر کہ اندھے تو کیا یہان آنکھ والے بھی نہین پڑھتے باوجودیکہ خدا نے اُنکو ظاہر مین بڑی بڑی آنکھین دی ہین مگر جب بھی باطن مین انکی پھوٹ گئی سچ ہی جبتک علم کا سورج روشن نہین ہوتا تب تک آدمی کے دل مین گویا اندھے کنوئین کیطرح اندھیرا پڑا رہتا ہی۔

اندھون ۱

Dill Bahlav

INDIAN INSTITUTE

DIL BAHLAV

Part I

دل بہلاؤ

پہلا حصہ

حسب الارشاد جناب معلی القاب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی شمالی

by

RAJA SIVAPRASAD C.S.I

مطابق ہدایت ہنری کارنگر صاحب بہادر کمشنر دوم قسمت بنارس

راجہ شیو پرساد ستارۂ ہند نے

تالیف کیا

واسطے استعمال مکاتب و مدارس سررشتہ تعلیم کے

بار سوم

مطبع نول کشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوا

سنہ ۱۸۸۲ء

Dil-bahlā'ū.

Pt. I.

Indian Institute, Oxford.

The Lucknow Sparks Library.

Presented

by

Munshi Newul Kishore.